حسد کی بیماری اور اس سے بچنے کی نصیحت

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲/ مئی ۱۹۸۶ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی:

اَمۡ یَحۡسُدُوۡنَ النَّاسَ عَلٰی مَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ۚ فَقَدۡ اٰتَیۡنَاۤ اٰلَ اِبۡرٰهِیۡمَ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ وَاٰتَیۡنٰهُمۡ مُّلۡکًا عَظِیۡمًا ﴿۵۵﴾

(النساء:۵۵)

وَدَّ کَثِیۡرٌ مِّنۡ اَهۡلِ الۡکِتٰبِ لَوۡ یَرُدُّوۡنَکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ اِیۡمَانِکُمۡ کُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِهِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الۡحَقُّ ۚ فَاعۡفُوۡا وَاصۡفَحُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱۱۰﴾ (البقرہ:۱۱۰)

اور پھر فرمایا:

یہ دو آیات کریمہ جن کی میں نے تلاوت کی ہے سورہ النساء اور سورہ البقرہ سے لی گئیں ہیں پہلی آیت سورہ النساء سے ہے اور دوسری البقرہ سے۔ ان دونوں میں حسد کا ذکر ملتا ہے۔ قرآن کریم میں حسد کا ذکر اس کے علاوہ تین دوسری جگہوں پر آتا ہے ایک سورہ فتح میں اور دو مرتبہ سورہ فلق میں۔ ایک طرف تو تعجب ہوتا ہے کہ صرف پانچ دفعہ اس برائی کا ذکر ہے جو کہ بہت ہی خطرناک اور گہری امراض سے تعلق رکھنے والی برائی ہے۔ جس کے نتیجہ میں دنیا میں بکثرت فساد پیدا ہوتے ہیں۔ دوسری طرف خود قرآن کریم اس کو اہمیت بھی اتنی دیتا ہے کہ آخری تین سورتوں میں جن میں

عملاً سارے قرآن کریم کا خلاصہ ہے اور جن میں آخری زمانے کے نہایت ہی ہولناک عالمگیر فتنوں کا ذکر ہے اور ان کے خلاف متنبہ کیا گیا ہے، ان میں جو تین ہتھیار شیطان حق کے مقابل پر اختیار کرے گا ان میں سے ایک حسد بھی بیان فرمایا گیا ہے:

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ﴿٤﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ﴿٥﴾
وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ﴿٦﴾ (الفلق: ۴-۶)

تو جہاں تک اہمیت کا تعلق ہے حسد کو غیر معمولی اہمت دی گئی ہے کہ اس نقطہ نگاہ سے آخری زمانہ میں جو حق و باطل کی آخری فیصلہ کن لڑائی ہونے والی ہے ان میں شیطان ان تین ہتھیاروں سے لیس ہو کر تمہارے سامنے آئے گا۔

دراصل صرف چند مرتبہ حسد کو ذکر کرنے کی حکمت یہ ہے کہ حسد خود ایک پوشیدہ بیماری ہے اور اس کا اظہار مختلف دوسری بیماریوں کی صورت میں ہوتا ہے۔ جن دوسری بیماریوں کی صورت میں حسد جلوہ دکھاتا ہے اُن کا ذکر بکثرت قرآن کریم میں موجود ہے اور حسد چونکہ خود مخفی رہتا ہے اس لئے حسد کو بھی بالعموم مخفی رکھا گیا۔ چنانچہ بغض حسد کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ حسد کے نتیجے میں ظلم اور تعدی پیدا ہوتے ہیں۔ حسد کے نتیجے میں اور بہت سی ایسی معاشرتی برائیاں وجود میں آتی ہیں جن کی تہہ میں حسد کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے لیکن بالعموم دکھائی نہیں دیتا بلکہ بعض دفعہ ایسے مخفی طور پر کام کرتا ہے کہ خود حاسد کو بھی پتہ نہیں ہوتا کہ میں کیوں یہ حرکت کر رہا ہوں اور بسا اوقات وہ نیکی کے لباس میں وہ حرکت کرتا ہے حالانکہ دراصل اس کی پشت پر حسد زور مارتا ہے، حسد انگیخت کرتا ہے، حسد اسے اس بدی پر ترغیب دلا رہا ہوتا ہے۔

حسد کا جو حملہ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے وہ دو طرح پر ہے۔ ایک اندرونی طور پر یعنی مسلمانوں کے معاشرہ پر خفیہ طور پر حسد حملہ کرتا ہے اور اکثر برائیاں جو معاشرے کی ہیں ان میں اگر ساری نہیں تو بہت سی حسد کے اندر جڑیں رکھتی ہیں اور حسد کے ساتھ پیوستہ ہوتی ہیں اور بیرونی طور پر بھی مومنوں کی جماعت پر حسد حملہ کرتا ہے۔ بیرونی حملے کی نشاندہی جہاں فرمائی گئی ان میں سے یہ دو آیات ہیں۔ جن کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ فرمایا:

اَمۡ یَحۡسُدُوۡنَ النَّاسَ عَلٰی مَاۤ اٰتٰىہُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ

کہ جب اللہ سوسائٹی میں سے کسی پر فضل فرماتا ہے یا چند بندوں کو یا چند قوموں کو یا چند نسلوں کو اپنے فضل کے لئے چن لیتا ہے تو لوگ اس بنا پر ان سے حسد شروع کر دیتے ہیں کہ خدا نے ان کو اپنے فضل کے لئے چن لیا ہے۔ لیکن ان کا یہ حسد اُن لوگوں کی ترقی پر ذرہ بھر اثر انداز نہیں ہوتا جن کو خدا نے اپنے فضل کے لئے چن لیا ہو۔ فرمایا:

فَقَدۡ اٰتَیۡنَاۤ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَاٰتَیۡنٰہُمۡ مُّلۡکًا عَظِیۡمًا

ان حاسدوں کے باوجود اسکے کہ لوگ جلتے رہے اس آگ میں کہ کیوں ابراہیمؑ پر ایسے فضل نازل ہوئے، کیوں اس کی اولاد پر اتنے فضل نازل ہوئے، کیوں دنیا میں ترقی کرتے چلے گئے۔ فَقَدۡ اٰتَیۡنَاۤ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ ہم نے ابراہیم ہی پر نہیں اس کی آل پر بھی فضل نازل فرمائے۔ ان کو کتاب دی ان کو حکمت عطا فرمائی وَاٰتَیۡنٰہُمۡ مُّلۡکًا عَظِیۡمًا اور انہیں عظیم روحانی سلطنت عطا فرمائی۔ ملک عظیم میں قرآن کریم کے محاورہ کے مطابق اول درجہ پر روحانی سلطنت مراد ہوتی ہے۔

دوسری جگہ قرآن کریم مومنوں کی جماعت سے بالعموم کفار کے حسد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَدَّ کَثِیۡرٌ مِّنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ لَوۡ یَرُدُّوۡنَکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ
اِیۡمَانِکُمۡ کُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِہِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ
لَہُمُ الۡحَقُّ ۚ فَاعۡفُوۡا وَاصۡفَحُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰہُ بِاَمۡرِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ
عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱۱۰﴾

کہ اہل کتاب میں سے اکثر یہ چاہتے ہیں یا بہت بڑی تعداد ان کی یہ چاہتی ہے کہ کاش تم مرتد ہو کر ایمان سے ہٹ کر کفر کی طرف لوٹ جاؤ ایمان حاصل کرنے کے بعد پھر کفار میں شامل ہو جاؤ۔ ایسا کیوں ہے؟ فرمایا حَسَدًا مِّنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِہِمۡ یہ ان کے اندر جو حسد پایا جاتا ہے اس کی بناء پر ہے۔ یہاں اور باتوں کے علاوہ یہ امر قابل غور ہے کہ مِّنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِہِمۡ کہنے کی کیا ضرورت تھی؟ حسد کا ذکر کافی کیوں نہیں تھا؟ اپنے اندر کے حسد ہی سے انسان بدیاں کرتا ہے،

مخالفتیں شروع کر دیتا ہے، دوسرے کا برا چاہتا ہے۔ سب کے حسد ان کے اندر ہوتے ہیں ۔ تو حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ میں اس بات پر زور کیوں دیا گیا۔ زور اس وجہ سے دیا گیا کہ بعض دفعہ حسد کسی ایسی دشمنی کے نتیجے میں جڑ پکڑتا ہے جس دشمنی کو پیدا کرنے میں فریق ثانی ذمہ دار ہوتا ہے اور جب ایک دفعہ دشمنی پیدا ہو جائے تو پھر اس کے نتیجے میں حسد اس پہلی دشمنی کے جواب میں پیدا ہوتا ہے۔ جب دشمنی چلی پڑتی ہے تو دونوں طرف ضد اور تعصب اور حسد کے معاملات چلتے ہیں۔

مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ کہہ کر مومنوں کی معصومیت کا اظہار فرمایا گیا ہے۔ ان کا کلیۃً بری الذمہ قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا کوئی بھی ایسی حرکت مومنوں کی طرف سے نہیں ہوتی جس کے نتیجے میں دشمن ان پر حسد شروع کرے اور نہ مومن ان سے حسد کرتے ہیں، محض یک طرفہ معاملہ ہے۔ نہ وجہ جواز ہے نہ مومنوں کی یہ صفت ہے کہ وہ بھی حسد کریں اور یہ حسد یک طرفہ رہتا ہے، مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ ایک ہی طرف سے چلتا ہے۔

اس میں ایک اور پہلو بھی قابل غور یہ ہے کہ مومن اور کافر کی تبلیغ کا فرق دکھا دیا گیا۔ جب کافر مومن کو تبلیغ کرتا ہے اور کہتا ہے ہماری ملت میں لوٹ آؤ تو اس کی محبت کی وجہ سے نہیں کرتا اس کو بچانے کی خاطر نہیں کرتا بلکہ حسد اور بغض کی بناء پر کرتا ہے اور یہ جو فتنہ ارتداد کہہ کر بڑا عظیم الشان ایک فساد کھڑا کر دیا جاتا ہے کہ مرتدین کو واپس لاؤ نہیں تو قتل کرو، نہیں تو گھروں سے نکالو، ان سب کی بناء حسد ہے۔ کوئی محبت یا فلاح و بہبود ہرگز اس کی بناء نہیں ہے، کسی کو فتنے اور ہلاکت سے بچانے کی خواہش اس کی بناء نہیں ہے۔ ایک جلن ہے کہ یہ لوگ پھیل رہے ہیں، یہ لوگ بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ چونکہ ہم مثبت ذرائع سے ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے کیونکہ ہم اس دوڑ میں ان سے آگے نہیں نکل سکتے اس لئے ان کو زبردستی کم کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ ان کو تلوار کے زور سے مرتد کرو اور ان کو کم کرتے چلے جاؤ۔ اگر ہم نہیں بڑھ سکتے تو یہ کم ہو سکتے ہیں۔ یہ مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ نے بتایا کہ محض ان کی تبلیغ کے پیچھے یہ جذبے کارفرما ہوتے ہیں۔ جہاں تک مومن کا تعلق ہے مومن کو اس بات کی کوئی پرواہ ہی نہیں ہوتی کہ دشمن پہ خدا کے کوئی فضل نازل ہو رہے ہیں یا نہیں ہو رہے، وہ بڑھ رہا ہے یا کم ہو رہا ہے۔ مومن کو تو صرف ایک لگن ہوتی ہے کہ جتنا زیادہ سے زیادہ بنی نوع انسان کو وہ ظلم اور ہلاکت کی راہ سے بچا سکتا ہے بچالے۔ جتنوں کو خدا کی راہ پر کھینچ کے لا سکتا ہے ان کو کھینچ لائے

اوراس جذبے میں محبت اور فدائیت کارفرما ہوتے ہیں۔اس جذبے میں ان کی بہبود زور مارتی ہے اور دلوں کومجبور کرتی ہے کہ دکھ اٹھا کر بھی غیروں کو اپنی طرف کھینچ کے لاؤ۔ چنانچہ دونوں کے ہتھیار بدل جاتے ہیں۔حسد بھی گو پوشیدہ ہے اور محبت بھی دل میں پوشیدہ ہوتی ہے لیکن یہ دونوں جب ظاہر ہوتے ہیں تو اپنے ہتھیاروں کے ذریعے پہچانے جاتے ہیں۔حسد کی ذریعے جو تبلیغ ہے اس میں ظلم اور ستم اور جبر اور تلوار یہ نمایاں ہتھیار ہیں۔حسد تو دل میں چھپا ہوا ہے وہ نظر نہیں آرہا ہوتا۔لیکن زور کے ساتھ، آگ لگانے کی دھمکی کے ساتھ، گھروں سے نکال دینے کی دھمکی کے ساتھ، قتل کی دھمکی کے ساتھ، جو تبلیغ کی جاتی ہے قرآن کریم کی رو سے وہ حسد کے نتیجے میں ہے اور یہ فتنہ ارتداد اللہ کے نزدیک ایک مردود فتنہ ہے۔اس کے برعکس جب مومن تبلیغ کرتے ہیں کیونکہ وہ محبت کی بناء پر کرتے ہیں اس لئے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرہ:۲۵۷) کا اطلاق ان کی ہر چیز میں ان کی ہر حرکت، ان کی ہر سکون میں ملتا ہے۔وہ دکھ دے کر کسی کو مومن نہیں بنا رہے ہوتے بلکہ دکھ اٹھا کر مومن بنا رہے ہوتے ہیں۔وہ دوسروں کی جانیں لے کر ان کو تبلیغ نہیں کر رہے ہوتے بلکہ اپنی جانیں پیش کر کے تبلیغ کر رہے ہوتے ہیں۔کتنا زمین آسمان کا فرق ہے، کتنی دو مختلف متقابل راہیں ہیں ایک دوسرے کے۔ایک کا دوسرے کے ساتھ اشتباہ کا کوئی سوال ہی باقی نہیں چھوڑا خدا تعالیٰ نے۔ایسی عظیم کتاب ہے چھوٹے چھوٹے باریک اشاروں میں بڑے بڑے دقیق مضمون کھولتی چلی جاتی ہے۔

پھر فرمایا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ یہ تو بہت بڑا اعلان ہے اور بہت بڑا دعویٰ ہے کہ ان پر حق خوب واضح ہو چکا تھا، تَبَيَّنَ ہو چکا تھا حق۔ پھر بھی اس کے باوجود انہوں نے کیوں اپنی ہلاکت کی راہ اختیار کی؟ یہ سوال اُٹھتا ہے۔قرآن کریم فرما رہا ہے انہوں نے یہ طریق مخالفت کا اس کے باوجود اختیار کیا کہ ان پر حق ظاہر ہو چکا تھا اور بظاہر یہ عجیب بات لگتی ہے کہ کسی پر حق ظاہر ہو گیا ہو اور پھر اس کے باوجود حق کی مخالفت کرے اور اس کے باوجود اپنے لئے ہلاکت کی راہ اختیار کرے۔

حسد اس مسئلہ کی کنجی ہے۔ جب آپ حسد پر غور کرتے ہیں تو یہ مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے۔جب کسی دوسرے سے حسد شروع ہو جائے تو وہاں انتقام اور بغض کا جذبہ اتنا غالب آجاتا ہے کہ اپنا نقصان کر کے بھی ددسرے کو نقصان پہنچایا جائے تو انسان پہچانے کی کوشش کرتا ہے۔اگر ممکن

ہو کہ خود بھی ڈوبے اور غیر کو بھی لے ڈوبے تو اگر حسد کا جذبہ پیچھے ہے تو بعض دفعہ یہ جذبہ بھی حسد دکھاتا ہے کہ غیر کے ساتھ اپنی ہلاکت بھی انسان مول لے لیتا ہے۔ چنانچہ اردو میں ایک محاورہ ہے شریکے کا دانہ سر دکھتے بھی کھانا کہ شریکے کو نقصان پہنچ جائے ، اس کا رزق کم ہو جائے اس لئے اپنے آپ کو ہضم نہ بھی ہو، موافق نہ بھی آئے تو شریکے کا کھانا اس غرض سے ضرور کھانا ہے کہ وہ کم ہو جائے۔ تو قرآن کریم نے لفظ حسد کے تابع اس مضمون کو کھول دیا کہ حسد آنکھوں کو اندھا کر دیتا ہے حسد اپنی بھلائی کی تمیز اٹھا دیتا ہے اور جب حسد غالب آجائے تو حسود کی آنکھ تنگ ہو جاتی ہے اور وہ اپنی بھلائی بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اس لئے حق دیکھنے کے باوجود بھی پھر وہ اپنی ضد پر قائم ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے ضرور اس حق کو نقصان پہنچا کے چھوڑنا ہے۔

دوسرے معنی اس کے یہ ہوں گے مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الۡحَقُّ اس وقت اس وجہ سے وہ ارتداد کا فتنہ شروع کرتے ہیں کہ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الۡحَقُّ وہ جان چکے ہوتے ہیں کہ اب اگر ہم نے زبردستی ان کو نہ روکا تو یہ ضرور غالب آجائیں گے۔ حق کھل گیا سے معنی ہیں حق کا غلبہ کھل گیا۔ صاف نظر آنے لگ جاتا ہے روز روشن کی طرح کہ اب تو یہ آئے کہ آئے ، اب کوئی دنیا کی طاقت ان کے اس غلبہ کی حرکت کو روک نہیں سکتی سوائے اس کے کہ تلوار کا جبر اختیار کیا جائے ،حکومتوں کا جبر اختیار کیا جائے ،ضد اختیار کی جائے۔ ہر قسم کی دشمنی کے ذریعے فتنہ اور فساد کے ذریعے ان کو روکنے کی کوشش کی جائے۔ جہاں تک دلائل کا تعلق ہے جہاں تک منطق کا تعلق ہے جہاں تک کتابی اسناد کا تعلق ہے یہ لوگ تو بہر حال غالب آنے والے لوگ ہیں۔ تو حق سے مراد یہاں یہ حق بھی ہوسکتا ہے کہ حق و باطل کی جنگ میں یہ حق ان پر کھل جاتا ہے جب کہ اب یہ لوگ بہر حال غالب آکر رہیں گے۔ اس وقت پھر وہ حسد کے ذریعے تمام مخالفانہ کوشش شروع کر دیتے ہیں جن کی تان ارتداد کی کوشش پر ٹوٹتی ہے۔

پس جہاں فتنہ ارتداد کا قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے وہاں ہر جگہ حسد کا ذکر نہیں۔ اس لئے آپ سمجھتے ہیں کہ حسد کا ذکر نہیں ہے حالانکہ یہاں بتا دیا کہ حسد اس کے پیچھے کارفرما ہوتا ہے، مخفی ہوتا ہے۔ جہاں غیظ و غضب کا ذکر ملتا ہے، جہاں عناد کا ذکر ملتا ہے، جہاں تعدی کا ذکر ملتا ہے وہاں ہر جگہ حسد کا ذکر نہیں لیکن حسد اس کے پیچھے کارفرما ہوتا ہے۔

فرمایا: فَاعۡفُوۡا وَاصۡفَحُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰہُ بِاَمۡرِہٖ مومن کی صفات کو کافر کی صفات سے کتنے نمایاں امتیاز کے ساتھ الگ کر کے دکھا دیا ہے۔اس حسد کے مقابل پر مومن کو حسد کی اجازت نہیں دی گئی ۔اس جبر کے ذریعے مرتد کرنے کی مہم کے مقابل پر قرآن کریم نے جبر کے ذریعے مرتد کرنے کی مہم چلانے کی اجازت نہیں عطا فرمائی ۔فرمایا جب تم یہ دیکھو کہ حسد کے ذریعے تمہارے خلاف جبری ارتداد کی مہم چلائی جارہی ہے فَاعۡفُوۡا وَاصۡفَحُوۡا تم درگزر کرو اور عفو سے کام لو۔عفو سے کام لو اور درگزر کرو حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰہُ بِاَمۡرِہٖ یہاں تک کہ اللہ اپنے امر کو غالب فرمادے۔اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مومن کا کام بھلائیوں کے میدان سے ہٹنا نہیں ۔بھلائیوں کے میدان میں جو اُس کے قدم جمے ہوتے ہیں۔ان میدانوں سے اگر اس کے قدم اکھڑ جائیں تو یہ اس کی شکست ہے۔اس لئے نیکیوں کے میدان میں ثابت قدم رہنا یہی مومن کے ہتھیار ہیں اور اگر مومن اپنی نیکیوں کے میدان میں ثابت قدمی دکھاتا ہے تو پھر دشمن کی شکست یقینی ہے کیونکہ پھر انسانی کوششوں کے ذریعے دین کا غلبہ نہیں ہوتا بلکہ اللہ خود اپنے امر کو غالب فرماتا ہے۔فرمایا پھر تم انتظار کرو شرط یہ ہے کہ نیکیوں کے اوپر تم نے ثابت قدمی دکھانی ہے،نیکیوں کے اوپر استقلال دکھانا ہے،عفو سے کام لو درگزر سے کام لو اور جم کے بیٹھ جاؤ اپنے موقف کے اوپر حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰہُ بِاَمۡرِہٖ یہاں تک کہ اللہ اپنے حکم کو غالب کردے۔اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

چنانچہ قرآن کریم نے جہاں دور آخر میں حاسد کے حسد سے بچنے کی دعا سکھائی وہاں حاسد کے حسد کے اظہار کے طریقے بھی ہمیں قرآن کریم نے بتادیئے کہ کس کس طرح یہ حسد ظاہر ہوگا اور کس طرح یہ حسد انکار پر منتج ہوگا اور خدا تعالیٰ جتنے تم پر فضل فرماتا چلا جائے گا اُتنا ہی غیظ و غضب دشمن کا بڑھتا چلا جائے گا اور اس سب کے پیچھے حسد کا جذبہ کارفرما ہوگا کہ کیوں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بڑھاتا چلا جارہا ہے، کیوں ان پر فضل فرماتا چلا جارہا ہے۔اور علاج کیا ہے عفو سے کام لیں انتقام سے کام نہ لیں درگزر سے کام لیں اور کامل یقین کے ساتھ اللہ کی طرف سے فتح اور غلبہ کے آنے کا انتظار کریں اور اللہ سے ان کے شر سے پناہ مانگتے چلے جائیں۔

یہ مضمون تو بالکل کھلا کھلا اور واضح ہے۔ہر انسان کو یہ بات سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ الٰہی جماعتوں کے خلاف ایک حسد پیدا ہوتا ہے اور وہ پھر بالآخر حد سے زیادہ ظلم کے طریقوں پر منتج ہوجاتا

ہے لیکن حسد کا حملہ مومنوں کی جماعت کے اندر ہر طرف سے ان کے گھروں میں ان کی گلیوں میں ان کے آپس کے تعلقات کے ہر دائرہ میں شیطان کی طرف سے ہو رہا ہوتا ہے اور بسا اوقات انسان اس سے آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ اس لئے جو دوسرا پہلو ہے حسد کے حملوں کا جماعتی تربیت کے لئے ضروری ہے کہ اس کی طرف بھی جماعت کو بار بار متوجہ کیا جائے۔

میں نے تقریباً تین سال پہلے ایک خطبہ میں اسی مضمون کی طرف جماعت کو متوجہ کیا تھا۔ آج پھر فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى (الاعلیٰ:۱۰) کی ہدایت کے تابع اس مضمون کو چھیڑا ہے۔ جہاں تک غیروں کے حسد کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا آپ سے وعدہ ہے کہ ان کے شر سے وہ آپ کو محفوظ رکھے گا جہاں تک غیروں کے حسد کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کا آپ سے وعدہ ہے کہ ان کے حسد کے باوجود خدا تعالیٰ آپ پر مزید فضل نازل فرماتا چلا جائے گا لیکن حسد کرنے والی سوسائٹی سے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں، حسد کرنے والے دلوں سے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں۔ پس اگر حسد کے جذبات مخفی طور پر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ ایک مخفی جذبہ ہے اور ایسا ظالم ہے جو شیطان کی صفت کے مطابق چھپ کر حملہ کرتا ہے۔ اسی لئے بہت کم اس کا ذکر لفظ حسد کے ساتھ ملتا ہے۔ اس کے مظاہر کا ذکر بکثرت قرآن کریم میں موجود ہے۔ اس لئے حسد کے خلاف بار بار متنبہ کرنے کی ضرورت ہے اور کس طرح یہ بھیس بدل کر داخل ہوتا ہے یہ سمجھانے کی ضرورت ہے اور یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اگر آپ نے حسد کے خلاف اپنے دلوں کی اور اپنے گھروں کی حفاظت نہ کی تو حسد کی بیماری کا آخری نتیجہ انکار پر منتج ہوا کرتا ہے۔ حسد کے نتیجہ میں پھر وہ حرکتیں شروع ہو جاتی ہیں جو غیروں کی حرکتیں قرآن کریم نے کھول کر آپ کے سامنے بیان فرمائی ہیں۔ پھر وہ سوسائٹی جو حسد کی شکار ہو جاتی ہے بالآخر انہی لوگوں میں سے خدا کے منکرین، اس کے پیاروں کے منکرین نیک بندوں کی مخالفت کرنے والے پیدا ہونے لگ جاتے ہیں اس لئے یہ ایک بہت ہی خطرناک زہر ہے جس کے خلاف ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے، ہر طرح سے اپنی سوسائٹی کو اس بد زہر کے اثر سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے اور میں تو دیکھتا ہوں کہ بہت سی نیکیوں کے بھیس میں حسد کا جذبہ کارفرما دکھائی دے رہا ہوتا ہے۔ گھروں کے معاملات میں، بہو اور ساس کے معاملات میں، بھائی بہنوں کے معاملات میں، خاوند بیوی کے معاملات میں، ایک خاندان کے دوسرے خاندان سے تعلقات کے معاملات میں،

تجارتوں میں، نوکریوں میں کونسا زندگی کا شعبہ ہے جہاں آپ کو بہت سی بدیوں کے پیچھے چھپا ہوا کمین گاہوں میں مخفی حسد نظر نہ آئے۔ جماعت کے معاملات میں اب نیکیوں پر بھی حسد حملہ کر رہا ہوتا ہے اور نیکی کے لباس میں حسد حملہ کر رہا ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ چندوں کی توفیق عطا فرماتا ہے، بڑی کثرت سے مالی قربانی کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں بعض دوسرے لوگ دعائیں کرتے ہیں انکسار کے ساتھ خدا کے حضور جھکتے ہیں کہ اے خدا! ہماری بھی تمنائیں پوری کر، ہمیں بھی قربانی کی توفیق عطا فرما اور بعض دوسرے دوست انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں کہ ان کی کوئی برائی پکڑی جائے تو ہم پھر حملہ کریں۔ ہم بتائیں کہ اچھا یہ مالی قربانی والے اس قسم کے لوگ ہوتے ہیں اور پھر یہ کہیں کہ جماعت تو بس اموال کی حرص میں مبتلا ہے۔ جو مالی قربانی کر دے وہ نیکی سمجھی جاتی ہے اور دوسری چیزوں کی طرف پرواہ ہی کوئی نہیں، نظر ہی کوئی نہیں باقی باتوں کی طرف۔ اب یہ دو ردعمل کتنے مختلف ہیں۔ ایک حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ کا ردعمل ہے اور ایک تقویٰ کا ردعمل ہے۔ حسد سے خالی، رشک کا نیکیوں کے حصول کی تمنا کا ردعمل ہے۔

چنانچہ اکثر تنقید جس کو آپ تخریبی تنقید کہتے ہیں جب آپ اُس کی چھان بین کریں اُس کا تجزیہ کریں تو اُس کی جڑیں آپ کو ہمیشہ حسد میں دکھائی دیں گی۔ اگر ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے مالی قربانی کی توفیق دی ہے تو جن کے پاس وہ توفیق نہیں، جن کو وہ توفیق نصیب نہیں اُن کے لئے اگر وہ تقویٰ رکھتے ہوں تو سوائے اس کے کوئی راہ نہیں کہ اللہ سے یہ دعا مانگیں کہ اللہ اُن کو بھی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے لئے دعا مانگے کہ اللہ اُن کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ لیکن حاسد آدمی یہ ردعمل نہیں دکھاتا۔ وہ اُس سے بھی جلتا ہے اور اُن لوگوں سے بھی جلتا ہے جو اُن قربانیوں کے نتیجہ میں اُن سے محبت کرنے لگتے ہیں، اُن سے حسن سلوک کرتے ہیں اور اُس کی تمنا اُس کو بُرا دیکھنا ہوتی ہے۔ حسد کرنے والا کسی کو خوش نہیں دیکھ سکتا، کسی کو اچھا نہیں دیکھ سکتا۔ یہ اس کی بنیادی صفت ہے جو ہر حسد میں آپ کو نمایاں طور پر دکھائی دیتی ہے۔ کسی کو بھلائی پہنچے تو یہاں تکلیف ہو جاتی ہے، کسی کو تکلیف پہنچے تو یہاں خوشی بن جاتی ہے۔ تو جب مضمون بالکل برعکس ہو جائے۔ ایک طرف اونچا ہے تو دوسری طرف نیچا ہو جائے، ایک طرف نیچا ہے تو دوسری طرف اونچا ہو جائے، یہ کرشمہ حسد دکھایا کرتا ہے۔

پھر خدا تعالیٰ بعض سلسلہ کے کارکنوں کو خدمت کی توفیق بخشتا ہے۔ اُس کے نتیجے میں وہ

آگے آجاتے ہیں، اُن سے کام زیادہ لئے جاتے ہیں، اُن پر زیادہ اعتماد کئے جاتے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو اُن باتوں کو دیکھ کر اُن کے لئے دعائیں کرتے ہیں، اُن سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں حالانکہ بظاہر اُن کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اُن کو پیار کے خطوط لکھتے ہیں، اُن کی خدمت کی تمنا دل میں پیدا ہوجاتی ہے اور پھر یہ دعا کرتے ہیں کہ کاش! ہمیں بھی توفیق ملے، ہم بھی اسی طرح اپنی جانی قربانی کریں، وقت کی قربانی کریں اور کچھ لوگ ہیں جو جلتے جاتے ہیں آگ میں، اپنی ہی آگ میں وہ دن رات بھسم ہورہے ہوتے ہیں۔ یہ دیکھو! ان لوگوں کو بڑا آگے کیا جارہا ہے، یہ تو بڑے ریاکار لوگ ہیں، ان کا کام سوائے اس کے کہ چودھراہٹ اختیار کریں، آگے کاموں میں بڑھیں ہر چیز پر قبضہ کرلیں اور کوئی کام ہی نہیں ان کا اور پھر انتظار میں رہتے ہیں اُن بے چاروں سے جہاں کوئی غلطی ہو اُس کو پکڑ لیتے ہیں اُس کو پیٹتے ہیں اُس کو رگڑ رگڑ کے اس طرح ساری جماعت میں اُس کو مشتہر کرتے ہیں کہ آدمی حیران ہوجاتا ہے کہ آخر کیا وجہ تھی۔ اُس سے بڑی غلطیوں میں خود مبتلا ہوتے ہیں لیکن سلسلے کے ایک کارکن کی چھوٹی غلطی بھی برداشت نہیں ہوتی۔ وجہ یہ ہے کہ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ چونکہ حسد ہے دل کے اندر اس لئے وہ کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا، جہاں کوئی ایسا شخص جس پر خدا کا فضل ہوا ہو اُس کو نقصان پہنچایا جاسکے۔

اب کھول کر بیان کردیا جائے تو سمجھ آنے لگ جاتی ہے بات لیکن جب کھول کر بیان نہ کیا جائے تو یہ مخفی حالتیں رہتی ہیں۔ انسان سمجھتا ہے یہ تو بڑی اچھی تنقید کررہا ہے، بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔ فلاں عہدہ دار ہے، فلاں امیر ہے، فلاں قائد خدام الاحمدیہ ہے اور اُس سے یہ حرکت ہوئی ہے، اس کا حق ہے ساری دنیا میں اُس کو مشتہر کرے۔ حالانکہ یہ نہیں سوچتا سننے والا کہ اگر دل میں نیکی ہو، اگر دل میں پیار ہو اور اپنے بھائی کی محبت ہو تو اُس کی برائی سے خوش کیسے ہوسکتا ہے کوئی، اُس کی برائی کا ڈھنڈورا کیسے پیٹ سکتا ہے۔ اپنے بچوں سے کوئی حرکت ہو تو لوگ پردے ڈالا کرتے ہیں کہ اُن کے ڈھنڈورا پیٹا کرتے ہیں؟ اپنے بچوں میں سے کسی کا کوئی نقص ظاہر ہوجائے تو انسان چھپانے کی کوشش کرتا ہے، انسان اُن کی تلافی مافات کی کوشش کرتا ہے، چاہے معافی مانگنی پڑے، چاہے جھکنا پڑے کسی کے سامنے اور مخفی طور پر چھپ کے اپنے بچوں کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہے لیکن جب حسد ہو تو پھر بالکل برعکس ردعمل ہوتا ہے۔ تو اس قسم کے ناقدین گودوہرا نقصان کا موجب بن جاتے ہیں جماعت کے لئے۔

اول سادہ لوح انسان تو پہچان نہیں سکتے یہ کیوں ایسی حرکت کر رہے ہیں۔اُن کو یہ نظر آتا ہے کہ ہاں غلطی درست ہے۔اب حاسد کے لئے ضروری نہیں کہ جھوٹ بھی ساتھ بولے۔بعض حاسد ایسے ہوتے ہیں جو جھوٹ نہیں بولتے، واقعات بیان کرتے ہیں لیکن واقعات کا بیان دنیا کے لئے جماعت کے لئے شدید نقصان کو موجب بن رہا ہوتا ہے۔نفرتوں کی آگ پھیلا رہے ہوتے ہیں اوراس کے علاوہ نیکیوں سے اُن کی نظریں ہٹا رہے ہوتے ہیں۔ایک شخص کی نیکیاں قابل قبول ہیں اس کے بجائے اُس کی برائی کو نمایاں کر کے دکھاتے ہیں اور پھر عدم اعتماد پھیلا دیتے ہیں جماعت میں۔لوگ کہتے ہیں اچھا جی! یہ عہدہ دار اس طرح کے ہیں تو باقی کیوں نہ اس طرح کریں۔تو حسد کی آگ مخفی آگ کی طرح اندر ہی اندر پھیلتی ہے اور نیکی کو کھاتی چلی جاتی ہے۔سوسائٹی کے اعتماد کو نقصان پہنچا رہی ہوتی ہے اور بظاہر نیکی کے نام پر حسد چل رہا ہوتا ہے۔

شریکا جس کو پنجاب میں کہتے ہیں۔یہ سارا حسد کی بناء پر ہے۔پوری سوسائٹی متاثر ہے اس سے، بڑے بڑے فساد ہوتے ہیں، بہت بڑی بڑی لڑائیاں ہو جاتی ہیں۔خاندانی ناچاقیاں رشتے کٹ جاتے ہیں اور محض ''شریکے'' کی وجہ سے اوراس شریکے کو بجائے اسکے کہ ہمارے معاشرہ میں برا سمجھا جائے فخر کا موجب بنا لیا گیا ہے۔چنانچہ بعض زمیندار مجھے بتاتے رہیں ہیں کہ ہم جب جاتے ہیں شادیوں پر تو ہماری پوری کوشش ہوتی ہے کہ جس شریکے کے ہاں شادی ہو رہی ہوتی ہے اپنے گھر کے بچے یا بچی کی، کہتے ہیں پوری کوشش ہوتی ہے کہ ان کا کھانا ختم ہو جائے، چاہے الٹیاں کرنی پڑیں بعد میں، حکیموں کے پاس جانا پڑے، علاج کروانا پڑے، معدے تباہ ہو جائیں لیکن پورا زور لگاتے ہیں کہ اتنا کھاؤ کہ اُن کے اندازے ناکام ہو جائیں اور کھانا ختم ہو جائے اور ہم کہیں کہ تمہاری ناک کٹ گئی۔ایسی جاہلانہ حرکتیں ہیں۔چنانچہ قرآن کریم نے کھول دیا مِّنۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الۡحَقُّ حق جاننے کے باوجود حسد حملہ کر دیتا ہے۔حسد ایسی جہالت ہے کہ دکھاتا ہے کہ تمہارا نقصان ہے اس میں اوراس کے باوجود حسد غلط اقدام پر مجبور کر رہا ہوتا ہے۔

بعض دفعہ حسد ایسے حیرت انگیز لباس پہن کر آتا ہے کہ عام نظر اس کو محسوس بھی نہیں کر سکتی۔ ایک ساس بہو سے حسد کر رہی ہوتی ہے اس لئے کہ اُس کا بیٹا اپنی ماں کے پیار میں اپنی بیوی کو شریک کر رہا ہوتا ہے۔اب بظاہر تو کوئی وجہ نہیں ماں کا پیار اور نوعیت کا ہے، اُس کی پاکیزگی اور چیز ہے،

اُس کی مثال ہی کوئی نہیں اور بیوی کا پیار بالکل اور نوعیت کا ہے۔لیکن حسد جب زور مارتا ہے تو ان دونوں پیاروں کا آپس میں مقابلہ کروا دیتا ہے اور ماں جلتی رہتی ہے کہ اس لڑکی کی طرف خاوند نے اتنی توجہ کی اور میں اب اس کی برائی دکھاتی ہوں اُس کو اور خود اپنا نقصان کرتی ہے۔اپنے گھر کا ماحول تباہ کر لیتی ہے، اپنے بیٹے کے لئے، اپنی بہو کے لئے دکھ کا موجب بن جاتی ہے اور بیویاں جب جلتی ہیں ماؤں سے یعنی اپنی ساسوں سے تو خاوند کے کان بھرتی رہتی ہیں۔اُن کے دلوں میں ماں کے خلاف جذبے پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ تو حسد ہر جگہ کاٹنے والا کام کرتا ہے۔ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ کے بعد رکھا ہے اس کو وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔حسد کے نتیجے میں تعلقات ٹوٹتے ہیں اور جدائیاں پیدا ہوتی ہیں اور حسد کے فقدان کے نتیجہ میں یعنی اگر سچا رشک ہو، محبت ہو اور پیار ہو تو اُسکے نتیجے میں وصل پیدا ہوتا ہے اور جدائیاں ہٹتی ہیں۔جتنے بھی معاشرے ہمارے میں باہمی تعلقات ہیں جدائیاں پیدا کرنے والے جذبات ہیں یا جدائیاں پیدا کرنے والی حرکات ہیں اُن کے پیچھے آپ کو بسا اوقات حسد کام کرتا ہوا دکھائی دے گا اور حسد انسان کو کمینہ بھی بنا دیتا ہے۔

حسد بالآخر نظر کو اتنا تنگ کر دیتا ہے کہ کسی کی خوشی برداشت ہی نہیں ہوتی۔ چنانچہ آپ کو ایسے طعنے بھی ملیں گے کہ ایک غریب لڑکی کسی امیر گھر میں بیاہی آئی ہے اور وہ خوش ہوئی ہے آ کر، اُس کو اچھا ماحول ملا، اُس کو آرام نصیب ہوا، اُس کو پہلے پورا کھانا ٹھیک نہیں ملتا تھا یہاں اچھا کھانا کھانے کو ملا۔اب یہ بات ساس کو بھی تکلیف دے رہی ہے نندوں کو بھی تکلیف دے رہی ہے۔ اس کی کیا حیثیت تھی۔ساس کہتی ہے یہ میرے بیٹے کی وجہ سے کھا رہی ہے اور نندیں کہتی ہیں ہمارے بھائی کی وجہ سے کھا رہی ہے۔تو جب تک وہ اس کا بدلہ نہ اتار لیں جب تک اس خوشی کو دکھ میں تبدیل نہ کر دیں اُن کو چین نہیں آتا۔بعض دفعہ تعریف کے بہانے بات کرتی ہیں کہ بڑی اچھی صحت ہوگئی ہے، بڑی موٹی ہوگئی ہے، اس کے کپڑے تنگ ہوگئے ہیں۔دوسرا کہے گا ہاں بھائی جو خیال رکھتا ہے کھانا کھلاتا پلاتا ہے پہلے کہاں نصیب تھیں اس کو یہ باتیں۔اب وہ جو کچھ بے چاری کا کھایا پیا ہے وہ سب زہر میں بدل دیتے ہیں۔تو حسد اچھی چیز کو پکڑتا ہے اور اس کو گندی چیزوں میں تبدیل کرتا چلا جاتا ہے۔اس کے مقابل پر محبت سچی انسانی ہمدردی جو اللہ تعالیٰ سے پیار کے نتیجے میں خدا سے تقویٰ

کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ وہ بری چیزوں پر ہاتھ ڈالتی ہے اور اُن کو اچھی چیزوں میں تبدیل کرنا شروع کر دیتی ہے۔

آنحضرت ﷺ کے عشق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جو مدحیں گائی ہیں جو عجیب آسمانی گیت گائے ہیں ان میں اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ کیا گند تھا اس ماحول میں، گندگی کو اپنی مٹھی میں لیا ہے اور چمکتے ہوئے سونے کی ڈلیوں میں تبدیل کر دیا، کندن بنا دیا۔ یہ تھے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ لیکن جو حسد کرنے والے لوگ ہیں وہ سونے کی ڈلیوں پر ہاتھ ڈالتے ہیں اور اُن کو گندگی میں تبدیل کرتے چلے جاتے ہیں۔ پس ہر طرف ہر رشتے میں، ہر تعلق میں، ہر معاملے میں نیکیوں میں بھی اور بدیوں میں بھی، دینی معاملات میں بھی، دنیاوی روزمرہ کے انسانی تعلقات میں بھی ہر جگہ آپ کو حسد اپنی کمین گاہوں میں چھپا ہوا دکھائی دے گا اور حملہ کرے گا مختلف ناموں پر۔ کبھی یہ سوکناپن کے ظاہر ہو جائے گا، کبھی بغض وعناد بن کے ظاہر ہوگا، کبھی عظیم مذہبی تحریک کی شکل اختیار کرلے گا اور فتنہ ارتداد ہوگا لیکن بظاہر فتنہ ارتداد مٹانے کے نام پر چل رہا ہوگا۔ عجیب وغریب بھیس بدلتا ہے اور نتیجہ بالآخر جیسا کہ قرآن کریم نے بیان فرما دیا ہے ہر صورت میں یہ نکلتا ہے کہ حسد کرنے والے کا نقصان ہوتا ہے۔ حسد کرنے والا بالآخر مارا جاتا ہے۔ جہاں حسد ملتا ہے وہاں کس گھولا جاتا ہے اور زہر پھیل جاتا ہے۔ ایک افعی کی طرح ہے، سانپ کی طرح ہے حسد جو دل کے تاریک گوشوں میں بیٹھا کنڈل مارے بیٹھا رہتا ہے جب موقع ملے یہ اپنا زہر پھونکتا ہے اور دوسروں کے رگوں میں داخل کر دیتا ہے۔ اسی لئے فرمایا وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔ نقشہ یہی کھینچا ہے کہ حاسد کمین گاہ میں انتظار میں بیٹھا رہے گا۔ روزمرہ کی زندگی میں ہر وقت اُس سے شر ظاہر نہیں ہوتا۔ ایک حاسد خوبیوں کا مالک بھی ہوتا ہے بسا اوقات۔ ایک ایسا بھی حاسد ہم نے دیکھا ہے جو خود غریب کی خدمت کر رہا ہوتا ہے۔ کچھ ہمدردیاں بھی رکھتا ہے لیکن جن سے حسد ہے اُن کی ہر بات اس کو بری لگ رہی ہوتی ہے۔ اس لئے فرمایا وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ایسے فتنہ پرداز انتظار میں بیٹھے ہونگے بظاہر وہ نیک نظر آ رہے ہونگے، بظاہر ان کی طرف سے کسی دوسرے کو شر نہیں مل رہا ہوگا لیکن اگر وہ تم سے حسد رکھتے ہیں تو خبردار! کوئی ایسا وقت آئے گا جب اُن کو موقع ملے گا اور وہ ضرور حسد کی کچلیاں تمہاری رگوں میں داخل کر دیں گے۔ اپنے رب سے دعا مانگو کہ وہ اس شر سے بچائے۔ اور

یہاں بھی یہ مضمون سارا Consistent چل رہا ہے یعنی ایک دوسرے کے ساتھ مطابقت کھاتا ہے۔ چونکہ حسد کو خدا تعالیٰ نے ایک مخفی زہر کے طور پر ظاہر فرمایا اور چونکہ بسا اوقات انسان مخفی دشمن سے آگاہ نہیں ہوسکتا اکثر انسان یہ استطاعت نہیں رکھتے کہ چھپے ہوئے دشمن سے آگاہ ہو جائیں اس لئے فرمایا کہ مجھ سے دعا مانگنا اس کا اصل علاج یہ ہے کہ مجھ سے دعا مانگو اور بار بار میری طرف متوجہ ہو اور یہ عرض کیا کرو وَ مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ اے بچانے والے! ہمیں ہر حاسد کے شر سے بچا جب وہ حسد کرے کیونکہ ہمیں پتہ کوئی نہیں کہ حاسد کون ہے۔ ہمیں پتہ کوئی نہیں کہ وہ حسد کب کرے گا اور کس رنگ میں کرے گا۔

یہ عمومی تصویر جو حسد کی قرآن کریم سے ہمیں ملتی ہے اس کے پیش نظر میں جماعت کو متنبہ کرتا ہوں اگر وہ بیرونی حاسد سے بچنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ اندرونی طور پر حسد کا قلع قمع کریں ورنہ کوئی جواز نہیں ہے کہ آپ خود حاسد ہوں اور اللہ تعالیٰ آپ کو حاسدوں سے بچائے۔ حاسدوں سے بچانے کی شرط یہ رکھ دی فَاعۡفُوۡا وَ اصۡفَحُوۡا تم میں حسد کے بالمقابل صفات ہونی ضروری ہیں۔ حسد کے بالمقابل صفات ہیں: عفو اور صَفح قلب یعنی انسان برائی کو بعض دفعہ دیکھتے ہوئے بھی اغماض کرتا ہے، اپنی آنکھیں پھیر لیتا ہے اور حسد اُن کو نمایاں کرتا ہے۔ حسد جرم کو بخش نہیں سکتا بلکہ انتظار کرتا ہے کہ کب کوئی جرم کرے اور پھر میں حملہ کروں اور حسد کے برعکس صفات یہ ہیں کہ انسان جہاں تک خدا اس کو اجازت دیتا ہے جرم کو معاف کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اُس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ شرط رکھی ہے کہ اگر تم ایسا کرو گے حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰہُ بِاَمۡرِہٖ پھر ضرور خدا اپنے امر کو لے کر آئے گا تمہیں غلبہ عطا کرے گا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۔ لیکن اس بیچ کے رستے سے گزرے بغیر ایک حاسد سے اس کے حسد سے بچنے کی توقع رکھنا، خدا سے توقع رکھنا کہ وہ بچالے گا یہ درست نہیں۔ جو شرطیں قرآن کریم نے بیان فرمائیں ہیں اُن کو پورا کرنا پڑے گا۔

اس لئے آج کے دور میں جماعت احمدیہ پر پہلے سے بہت زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہر رنگ میں حسد سے بچیں۔ یہ وہ ایک برائی ہے جس کے پردے چاک کرنا نیکی ہے، یہاں ستاری نیکی نہیں ہے۔ جہاں جس بھیس میں لپٹا ہوا حسد دکھائی دے اس کے پردے پھاڑ دیں، اس کو ننگا کر کے دنیا کے سامنے ظاہر کر دیں کیونکہ بعض کیڑے ایسے ہیں جن کا علاج ہی دھوپ دکھانا اور ہوا

لگا نا ہوا کرتا ہے۔حسد کو اگر آپ ننگا کر کے ظاہر کر دیں گے تو یہ ایسا کیڑا ہے جو پھر بچتا نہیں۔ یہ جتنا پردوں میں چھپا ہوا ہو، جتنا اندھیروں میں رہے اُتنا زیادہ طاقتور ہوتا چلا جاتا ہے اُتنا زیادہ اس کا حملہ خطرناک ہو جاتا ہے ،اس لئے اس کا تجزیہ کرتے رہیں اپنے نفس کو کھنگالتے رہیں۔ اندرونی طور پر جہاں حسد کا جذبہ آپ کو کسی بات کے پیچھے محرک دکھائی دے وہیں اُس کا سر کچل دیں۔ اتنی بات کریں جو خالصۃً نیکی کے نتیجے میں دل سے پیدا ہوتی ہے۔ اُن محرکات کو اختیار کریں جو تقویٰ کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں اور جہاں دوسرے کے اندر آپ تنقید میں حسد کا جذبہ دیکھیں اُس کو پیار اور محبت سے سمجھائیں کہ تمہاری بات حق تو ہوگی مگر حق طریق سے نہیں کر رہے۔ اس کی وجہ اور ہے۔ ہمیں تمہارے اندر بغض دکھائی دے رہا ہے۔یہی برائیاں ہے جب دوسروں میں دیکھتے ہو تو خاموش ہو جاتے ہو پرواہ بھی نہیں کرتے۔ فلاں شخص میں چونکہ یہ برائی آئی ہے اس لئے تم نے شور مچانا شروع کر دیا ہے۔ اگر تقویٰ ہے اگر خدا کا خوف ہے تو عفو سے کام لو اور درگزر سے کام لو۔ محبت اور پیار سے اُس کو سمجھانے کی کوشش کرو اور پھر اگر ضروری ہے تو پھر خدا تعالیٰ نے جو طریقے مقرر کئے ہیں برائیوں کے اصلاح کے اُن طریقوں کو باقاعدہ اختیار کرو اور اسی طرح اپنے معاشرے میں، اپنے گھروں میں خوب غور سے دیکھیں کہ آپ کے تعلقات کیوں خراب ہو رہے ہیں بسا اوقات حسد کے نتیجے میں تعلقات خراب ہو رہے ہوتے ہیں اور حسد تھڑ دلی پیدا کرتا ہے۔ بہت ہی چھوٹا اور کمینہ بنا دیتا ہے انسان کو۔ اس لئے بڑے حوصلے والے انسان بنیں آپ نے ساری دنیا کو فضل عطا کرنے ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے اخلاق عطا کرنے ہیں۔ وہ دور بہت دور نہیں ہے وہ قریب آرہا ہے۔ اُس کی تیاری کرنی پڑے گی آپ کو۔ اپنے گھروں سے ان سب گندوں کو صاف کرنا پڑے گا تا کہ آپ کے مہمان صاف ستھرے پاکیزہ ماحول میں مہمان بن کر آئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔